از عدالت عظمیٰ

شری متھو شہانی وغیرہ

بنام

یونین آف انڈیا وغیرہ

(پی۔بی۔گجیندر گڈکر، سی۔جے، کے۔این۔وانچو، جے۔سی۔شاہ، این۔راجگو پالا آیانگر اور ایس۔ایم۔سکری جے۔جے)

جائیداد مہاجرین -زمین جواب دہندگان کو الاٹ کی گئی-اس کے بعد وہی زمین جو اپیل گزاروں کو الاٹ کی گئی تھی-قانون کے تحت اپیل گزاروں کو جاری کی گئی سند-اپیل گزار کے حق میں الاٹمنٹ کو سنوح کر دیا گیا-جب الاٹمنٹ بے گھر افراد (معاوضہ اور بحالی) ایکٹ، 1954 (1954 کا ایکٹ XLIV)، سیکشن 33 کو الگ کر دی جائے تو سناد برقرار رہ سکتی ہے۔

اپیل گزار اور پانچ جواب دہندگان بے گھر مہاجر تھے۔نظام آباد ضلع کے ڈپٹی کسٹڈین نے پانچ جواب دہندگان کو تقریبا 160 ایکڑ زمین الاٹ کی۔الاٹمنٹ لیز کے

ذریعے کی گئی تھی۔ان پر کوئی شرط عائد نہیں کی گئی تھی کہ وہ ذاتی طور پر زمینوں پر کاشت کریں۔ جب کہ لیز جاری تھی، حکومت ہند نے 13 نومبر 1953 کو ایک پریس نوٹ جاری کیا جس کے ذریعے انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے ریاست حیدرآباد میں انخلا شدہ زرعی زمین بے گھر افراد کو الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن کے زرعی زمین کے دعووں کی تصدیق بے گھر افراد (دعوے) ایکٹ، 1950 کے تحت کی گئی تھی۔ اپیل گزاروں نے اس نوٹیفکیشن کے مطابق ایک درخواست دی اور 4 مئی 1954 کو متنازعہ زمین، اگرچہ جواب دہندگان کے حق میں موجودہ لیز کے تحت، انہیں الاٹ کر دی گئی۔

اس دوران 9 اکتوبر 1954 کو بے گھر افراد (معاوضہ اور بحالی) ایکٹ نافذ ہوا۔ اس ایکٹ کے سیکشن 20 کے تحت، علاقائی سیٹلمنٹ کمشنر نے ان زمینوں کے سلسلے میں اپیل گزاروں کے حق میں سند جاری کیے۔ اپیل گزاروں اور جواب دہندگان دونوں نے ان متنازعہ پلاٹوں کا دعوی کیا۔ معاملہ ڈپٹی چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے پاس گیا۔ انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت کارروائی کے لیے دونوں فریقوں کا معاملہ حکومت ہند کو بھیج دیا۔ اس معاملے پر ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت وزارت بحالی کے ڈپٹی سکریٹری نے غور کیا جس نے ان جواب دہندگان کے دلائل کو برقرار رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اپیل گزاروں کے حق میں کی گئی الاٹمنٹ کو الگ کر دیا گیا۔ یہ اس حکم کی قانونی حیثیت ہے جسے اس اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔

منعقد کیا گیا (1) مرکزی حکومت کے حکم کا احاطہ کیا گیا۔ دفعہ 33 ایک بے گھر شخص کو بحالی کی گرانٹ کے حوالے سے " کیا ہوا کام یا کی گئی کارروائی" کے سلسلے میں کی گئی غلطی سے نمٹنے اور اسے درست کرنے کے لیے ایکٹ۔ نہ صرف علاقائی تصفیہ کمشنر کا حکم بلکہ یہ پورا سوال کہ آیا جواب دہندگان بطور اصل الاٹر لیز کے ذریعے بحالی کی راحت کے حقدار تھے، ڈپٹی چیف سیٹلمنٹ کمشنر کے حکم کی وجہ سے مرکزی حکومت کو بھیجا گیا تھا۔ حکم منظور

ہونے سے پہلے مرکزی حکومت کی طرف سے دونوں فریقوں کو تمام نکات پر سنا گیا تھا اور اس لیے اس بات پر غور کرنا درست نہیں ہوگا کہ مرکزی حکومت کے سامنے زیر بحث معاملہ علاقائی تصفیہ کمشنر کے حکم کی درستگی تھی، جسے قانون کی دفعہ 39 کے تحت درست نہیں سمجھا جا سکتا۔

(2) یہ واضح ہے کہ سند صرف الاٹمنٹ کے درست حکم کی بنیاد پر قانونی طور پر جاری کی جا سکتی ہے۔

اگر الاٹمنٹ کا کوئی آرڈر جو کہ بنیاد ہے جس پر گرانٹ دی جاتی ہے اسے الگ کر دیا جاتا ہے تو اس کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ گرانٹ برقرار نہیں رہ سکتی، کیونکہ اس گرانٹ کو درست ہونے کے لیے اسے ایک مجاز افسر کے ذریعے ایک درست حکم کے تحت نافذ کیا جانا چاہیے تھا۔ اگر اس حکم کی صداقت کو مؤثر طریقے سے ختم کر دیا جاتا ہے، تو اس وقت تک برقرار رکھنا ناممکن ہوگا جب تک کہ ایکٹ یا قواعد میں کوئی واضح شق نہ ہو، کہ گرانٹ اب بھی موجود ہے۔ اس کیس کے حقائق پر یہ فیصلہ دیا گیا کہ جہاں کوئی الاٹمنٹ کرنے کا حکم الگ رکھا گیا تھا، اس حکم کے جاری رہنے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا ملکیت بھی اس کے ساتھ آتا ہے۔

پارتو مل بمقابلہ مینجنگ آفیسر، جے پور، آئی ایل آر 11 راج۔ 1121، ممتاز۔

بلونت کور بمقابلہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر (لینڈس)، آئی ایل آر۔

[1964] پنجاب 36، نے منظوری دی۔

دیوانی اپیل کا حد اختیار: 1963 کی سول اپیل نمبر 552۔ حکومت ہند کے ڈپٹی

سکریٹری، وزارت بحالی، نئی دہلی کے 28 اپریل 1960 کے حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، جس کا مقصد کیس نمبر 38 (894)/59 ناگالینڈ (a) ہیں ایکٹ، 1954 کی دفعہ 33 کے تحت نظر ثانی کے اختیارات کا استعمال کرنا ہے۔A۔ کے ساتھ

1960 کی تحریری درخواست نمبر 108۔
بنیادی حقوق کے نفاذ کے لیے ہندوستان کے آئین کے آرٹیکل 32 کے تحت درخواست۔

اپیل گزاروں اور درخواست گزاروں کی طرف سے اچرورام اور این این کیسوانی۔

این ایس بندرا اور بی آر جی کے اچار، جواب دہندگان کے لیے نمبر 1 اور 2 (اپیل اور پٹیشن دونوں میں)۔

ایم سی سیتلواڈ، کے جیرام اور آر گنپتی آئیر، جواب دہندگان کے لیے سیکشن نمبر 3 سے 7 (اپیل اور پٹیشن کے دونوں میں)۔

10 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

آیانگر، جے۔ - اپیل، خصوصی اجازت کے ذریعے، حکومت ہند کے ڈپٹی سکریٹری، وزارت بحالی کی طرف سے بے گھر افراد (معاوضہ اور بحالی) ایکٹ، 1954 (1954 کا مرکزی ایکٹ XLIV) کی دفعہ 33 کے تحت منظور کردہ حکم کی درستگی پر سوال اٹھانے کی ہدایت کی گئی ہے جسے سہولت کے لیے بعد میں ایکٹ کہا جائے گا۔

ہمارے سامنے اٹھائے گئے نکات کو سمجھنے کے لیے ضروری حقائق مختصر طور پر یہ ہیں: متنازعہ جائیداد تقریباً 160 ایکڑ کی زرعی زمین ہے جو سابقہ ریاست حیدرآباد کے نظام آباد میں واقع ہے اور اب ریاست آندھرا پردیش میں ہے۔ 7 ستمبر 1950 کو نظام آباد ضلع کے ڈپٹی کسٹوڈین نے اس زمین کا 144 ایکڑ حصہ پانچ افراد کو الاٹ کیا جو ہمارے سامنے جواب دہندگان ہیں۔ یہ تمام پانچ بے گھر افراد تھے اور اس الاٹمنٹ کے حقدار تھے۔ 21 جولائی 1951 کے ایک اور حکم نامے کے ذریعے 16 ایکڑ کی بقایا رقم بھی انہیں الاٹ کر دی گئی۔ الاٹمنٹ لیز کے ذریعے کی گئی تھی اور اس کی ایک شرط یہ تھی کہ لیز کی شرائط پر پانچ سال بعد ہی نظر ثانی کی جائے گی۔ اس لیز کی شرائط کے بارے میں صرف ایک ہی بات بیان کرنے کی ضرورت ہے، کہ کرایہ داروں پر کوئی شرط عائد نہیں کی گئی تھی کہ وہ ذاتی طور پر زمینوں پر کاشت کریں۔ جب کہ لیز جاری تھی، حکومت ہند نے 13 نومبر 1953 کو ایک پریس نوٹ جاری کیا جس کے ذریعے انہوں نے اعلان کیا کہ انہوں نے ریاست حیدرآباد میں انخلا شدہ زرعی ثقافتی زمین بے گھر افراد کو الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے جن کے زرعی زمینوں کے دعووں کی تصدیق بے گھر افراد (دعوے) ایکٹ، 1950 کے تحت کی گئی تھی۔ اس میں مزید کہا گیا کہ الاٹمنٹ ان کی زرعی زمینوں کے حوالے سے دعووں کے تصفیے کے لیے ہوگی۔ الاٹمنٹ اسی شرائط پر ہونی تھی جو پنجاب میں نیم مستقل الاٹمنٹ اسکیم کے تحت ہوتی تھی اور الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں ریاست حیدرآباد میں رہنے والے افراد سے طلب کی جاتی تھیں جن کے تصدیق شدہ دعووں میں زرعی زمینوں کا دعوی شامل تھا۔ پریس نوٹ میں ان درخواستوں کی وصولی کی آخری تاریخ 31 دسمبر مقرر کی گئی تھی۔ اپیل گزاروں نے اس نوٹیفکیشن کے مطابق ایک درخواست دی اور 4 مئی 1954 کو متنازعہ زمین، اگرچہ جواب دہندگان کے حق میں موجودہ لیز کے تحت، انہیں نیم مستقل مدت پر الاٹ کر دی گئی۔ یہ متنازعہ نہیں ہے کہ اپیل گزاروں نے پریس نوٹ کے تحت درخواستیں دینے اور اس کے تحت انخلا کی جائیداد الاٹ کرنے کی اہلیت کو پورا

کیا۔ الاٹمنٹ کا حکم، جس کی ایک کاپی نظام آباد ضلع کے کلکٹر کو ارسال کی گئی تھی، اس میں ایک درخواست تھی کہ الاٹروں کو زمین کے قبضے میں رکھا جائے اور اس حقیقت سے علاقائی تصفیہ کمشنر کے دفتر کو آگاہ کیا جائے۔ اس درخواست یا ہدایت پر عمل کرنے والے محصولات کے حکام نے جواب دہندگان کو انہیں لیز پر دی گئی زمینوں سے بے دخل کر دیا اور اپیل گزاروں کو اس کے قبضے میں ڈال دیا۔

اس کے بعد، جواب دہندگان نے علاقائی تصفیہ کمشنر، بمبئی کو ایک نمائندگی پیش کی جس میں اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ وہ بے گھر افراد ہیں جن کی الاٹمنٹ کے ذریعے لیز کے ذریعے بحالی کی گئی تھی اور اب ان کی جڑیں جڑ رہی ہیں۔ انہوں نے یہ بھی نشاندہی کی کہ انہوں نے زمین کو بہتر بنانے اور اسے مناسب کاشت کاری میں لانے کے لیے بڑے اخراجات کیے ہیں۔ ان درخواستوں پر علاقائی تصفیہ کمشنر نے غور کیا جس نے 10 جولائی 1954 کے اپنے حکم سے ان کی درخواست کو مسترد کر دیا۔ یہ حکم دینے کی وجوہات بتانا ضروری نہیں ہے سوائے اس کے کہ یہ کہا جائے کہ ان میں سے ایک کرایہ داروں کی طرف سے ذاتی طور پر زمینوں پر کاشت کرنے میں ناکامی تھی۔ اس کے بعد مدعا علیہان نے علاقائی تصفیہ کمشنر سے درخواست کی کہ وہ اپنے حکم پر نظر ثانی کریں اور انہوں نے حکومت ہند سے بھی اپنے حق میں مداخلت کی درخواست کی۔

اس تاریخ کے بعد یہ ایکٹ نافذ کیا گیا اور یہ 9 اکتوبر 1954 کو نافذ ہوا۔ ایکٹ کے سیکشن 12 نے مرکزی حکومت کو بے گھر افراد کی بحالی کے لیے انخلا کی جائیداد حاصل کرنے کا اختیار دیا اور اس کے مطابق حکومت نے 18 جنوری 1955 کے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے اب متنازعہ جائیدادوں کو حاصل کیا۔ کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران جس کے ذریعے مدعا علیہان نے 10 جولائی 1954 کے حکم کو واپس

لینے کی کوشش کی اوران کا حوالہ دیے بغیر، علاقائی تصفیہ کمشنر نے ایکٹ کی دفعہ 20 کے تحت 12 جنوری 1956 کو اپیل کنندگان 1 سے 4 کے حق میں سند جاری کیے۔

ڈپٹی چیف سیٹلمنٹ کمشنر جس نے جواب دہندگان کی طرف سے کی گئی نمائندگی کو نمٹا، علاقائی سیٹلمنٹ کمشنر سے+ ایک رپورٹ حاصل کرنے کے بعد 22 اگست 1958 کو ایک حکم منظور کیا۔ انہوں نے اپنے حکم میں نشاندہی کی کہ فائل پر موجود کاغذات سے اس بات کا کوئی اشارہ نہیں ہے کہ زمین اصل میں جواب دہندگان کو اس شرط پر لیز پر دی گئی تھی کہ وہ ذاتی طور پر زمینوں پر کاشت کریں۔ اس لیے انہوں نے 10 جولائی 1954 کے ریجنل سیٹلمنٹ کمشنر کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور اسے مزید تفتیش کے لیے ریمانڈ کر دیا جس میں مکمل تفتیش کے بعد نئے احکامات جاری کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس کے بعد ایک رپورٹ طلب کی گئی اور کلکٹر سے حاصل کی گئی جس نے یہ انکوائری کی اور 13 جون 1959 کی اپنی رپورٹ میں اس نے یہ نتیجہ درج کیا کہ جواب دہندگان نے زمینوں پر ذاتی کاشت کی تھی۔ انہوں نے نشاندہی کی کہ پوری حد پر مشتمل 160 ایکڑ میں سے 26 کناٹ 1954 میں دیگر بے گھر افراد کو نیم مستقل بنیاد پر الاٹ کیے گئے تھے اور اس لیے یہ حد تنازعہ سے باہر تھی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ڈپٹی چیف سیٹلمنٹ کمشنر کا حکم جو 22 اگست 1958 کی تاریخ کا تھا بظاہر اپیل گزاروں کو بغیر اطلاع کے نادانستہ طور پر منظور کیا گیا تھا۔ ریمانڈ کے بعد جب یہ بات ان کے نوٹس میں لائی گئی تو انہوں نے انہیں نوٹس جاری کیا اور انہیں سننے کے بعد کیس کو حکومت ہندا یکٹ کی دفعہ 33 کے تحت کارروائی کے لیے۔ اس معاملے پر وزارت بحالی کے ڈپٹی سکریٹری نے غور کیا جس نے تمام فریقین کو سنا اور درج ذیل نتائج درج کیے: (1) یہ کہ 10 جولائی 1954 کا جواب دہندگان کو اراضی منتقل کرنے سے انکار کرنے کا حکم غلط تھا، اور (2) یہ کہ لیز ختم کرنے اور جواب دہندگان کو اس متنازعہ جائیداد کے قبضے سے محروم کرنے کا کوئی جواز نہیں تھا اور ان

نتائج پر اپیل گزاروں کو دی گئی سندوں کو منسوخ کرنے اور جواب دہندگان کو جائیداد کے قبضے میں رکھنے کی ہدایت کی گئی۔ یہ اس حکم کی قانونی حیثیت ہے جسے اس اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔

اپیل کنندہ کے وکیل جناب اچروارم نے تین نکات پر زور دیا: (1) کہ مرکزی حکومت کے پاس ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت 10 جولائی 1954 کے علاقائی تصفیہ کمشنر کے حکم پر نظر ثانی کرنے کا کوئی اختیار نہیں تھا، (2) یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ یہ حکم نظر ثانی کے قابل تھا، متنازعہ زمین کو نیم مستقل الاٹمنٹ اور سناد جاری کر کے اپیل گزاروں کو ناقابل تنسیخ طور پر منتقل کر دیا گیا تھا اور اس کے بعد صدر ہند کے نام سے دیے گئے سندوں کے تحت حق کو سندوں کی شرائط کے مطابق کے علاوہ خلل نہیں کیا جا سکتا تھا، (3) کہ حکومت ہند میں ڈپٹی سکریٹری کے پاس اس کے سامنے کوئی مواد نہیں تھا جس کی بنیاد پر وہ یہ جان سکے کہ 10 جولائی 1954 کا حکم غلط تھا اور اس پر نظر ثانی کی ضرورت تھی۔

ہم ان نکات سے اسی ترتیب میں نمٹیں گے۔ دفعہ 33 جس کے تحت اپیل کے تحت حکم دیا گیا تھا، پڑھتا ہے:

"مرکزی حکومت کسی بھی وقت اس ایکٹ کے تحت کسی بھی کارروائی کا ریکارڈ طلب کر سکتی ہے اور اس سلسلے میں ایسا حکم جاری کر سکتی ہے جس کی اس کی رائے میں کیس کے حالات کی ضرورت ہوتی ہے اور جو اس ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد میں موجود کسی بھی شق سے مطابقت نہیں رکھتی ہے۔

اس عنوان کے تحت ہمیں مخاطب کردہ دلیل پر غور کرتے وقت دو نکات کو ذہن

میں رکھنا چاہیے۔ اگر علاقائی تصفیے کے کمنشنر کی طرف سے 10 جولائی 1954 کومنظور کیا گیا حکم "اس ایکٹ کے تحت ایک کارروائی" تھا تو ظاہر ہے کہ مرکزی حکومت کے اختیار پر "اس طرح کا حکم منظور کرنے کی کوئی حد نہیں ہے جیسا کہ معاملے کے حالات میں ضروری تھا"۔ یقیناً، مرکزی حکومت کوئی ایسا حکم منظور نہیں کر سکتی جو ایکٹ یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد میں موجود کسی بھی دفعات سے مطابقت نہیں رکھتی ہو اور اس اعتراض کے ذیلی حصے میں کہا گیا ہے کہ جائیداد کی منتقلی اور قانون کی دفعہ 20 کے تحت سند کی منظوری کے بعد، جسے قواعد کے ضمیمہ-XXIV میں بیان کردہ فارم میں رول 91(8) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے، یہ تجویز نہیں کیا گیا تھا کہ اب اعتراض شدہ حکم قانون کی کسی بھی دفعات یا اس کے تحت بنائے گئے قواعد سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ چاہے مرکزی حکومت نے جو رائے پیش کی تھی وہ ثبوت پر درست تھی یا غلط، یقیناً، آرٹیکل 136 کے تحت اپیل میں اس عدالت کے زیر غور نہیں آئے گی لیکن اس دلیل کے حوالے سے کہ حکم غیر قانونی ہے یا غلط ہے جو اس کے درست ہونے سے الگ ہے، ہم فاضل وکیل کے ذریعے ہمیں پیش کردہ آخری دلائل پر غور کرتے ہوئے اس سے نمٹیں گے۔

اس بات پر زور دیا گیا کہ علاقائی تصفیہ کمشنر کا حکم جس میں مرکزی حکومت نے دفعہ 33 کے تحت ترمیم کی تھی، "ایکٹ کے تحت کارروائی" نہیں تھی جو ایکٹ کے نافذ ہونے سے پہلے منظور کی گئی تھی اور اس لیے ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت اس کے دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ تاہم اس کا میں جواب دفعہ 39 میں دیا گیا ہے۔ ایکٹ سے۔ یہ سیکشن ایکٹ کے آغاز سے پہلے منظور کیے گئے احکامات سے متعلق ہے اور اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت دیے گئے اختیارات کے استعمال میں "تمام کام کیے گئے "یا" کی گئی کارروائی" کو اس طرح پیش کرتا ہے جیسے کہ ایکٹ اس تاریخ پر نافذ تھا جب ایسی چیز کی گئی تھی یا کارروائی کی گئی تھی۔ دفعہ 39 نافذ کرتی ہے:

"بے گھر افراد کو معاوضے یا بحالی گرانٹ یا دیگر گرانٹ کی ادائیگی کے مقاصد کے لیے چیف سیٹلمنٹ کمشنر، سیٹلمنٹ کمشنر، ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر یا سیٹلمنٹ آفیسرز کی طرف سے کی گئی کوئی بھی چیز یا کوئی کارروائی (بشمول کوئی حکم)، جہاں تک یہ اس ایکٹ کی دفعات سے مطابقت نہیں رکھتی ہے، اس ایکٹ کے ذریعے یا اس کے تحت دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے کی گئی یا کی گئی سمجھی جائے گی گویا یہ ایکٹ اس تاریخ کو نافذ تھا جس پر ایسا کیا گیا تھا یا کارروائی کی گئی تھی۔

اس کے بعد یہ تجویز کیا گیا کہ چونکہ 10 جولائی 1954 کے حکم نامے میں جواب دہندگان کی طرف سے ان زمینوں پر قبضہ بحال کرنے کے لیے دائر درخواست کو محض مسترد کر دیا گیا تھا جہاں سے انہوں نے شکایت کی تھی کہ انہیں غیر منصفانہ طور پر بے دخل کیا گیا ہے، یہ " کوئی کام نہیں کیا گیا" یا "بے گھر افراد کو معاوضے یا بحالی کی گرانٹ کی ادائیگی کے مقصد سے کی گئی کارروائی" نہیں تھی تاکہ اس ایکٹ کی دفعات کے تحت لیا گیا سمجھا جائے۔ اسی نکتے پر تھوڑی مختلف شکل میں زور دیتے ہوئے کہا گیا کہ اگرچہ مرکزی حکومت مداخلت کر سکتی ہے اور 10 جولائی 1954 کے علاقائی تصفیے کے کمشنر کے حکم کو کالعدم قرار دے سکتی ہے، پھر بھی وہ اپیل گزاروں کو سناد کی فروخت اور گرانٹ منسوخ کرنے کی ہدایت نہیں دے سکتے اور یہ کہ چونکہ یہ ان کے سامنے زیر التوا معاملہ نہیں تھا، اس لیے جہاں تک اس نے وناد کی منسوخی کی ہدایت کی تھی اور اپیل گزاروں کو متنازعہ جائیداد سے بے دخل کرنے کا حکم دائرہ اختیار سے باہر تھا۔ ہمیں کسی بھی شکل میں بیان کردہ نکات میں کوئی چیز نظر نہیں آتی ہے۔ سب سے پہلے، اگر فاضل وکیل یہ پیش کرنے میں درست ہے کہ مرکزی حکومت کو 10 جولائی 1954 کے حکم کو کالعدم قرار دینا بند کر دینا چاہیے تھا تو نتیجہ ایک جیسا ہی ہوتا، کیونکہ علاقائی تصفیہ کمشنر نے جب یہ حکم منظور کیا تو جس درخواست کو

مسترد کر دیا تھا وہ جواب دہندگان کی درخواست میں موجود تھی کہ انہیں ان زمینوں کے قبضے میں بحال کر دیا جائے جہاں سے انہیں بے دخل کیا گیا تھا۔ اگر یہ درخواست 10 جولائی 1954 کے حکم کو واپس لینے پر دی جاتی تھی تو اس کا لامحالہ مطلب یہ ہوتا کہ اپیل کنندہ گاہ کو قبضے سے محروم کر دیا جانا چاہیے تھا جو کہ بالکل وہی ہے جواب اعتراض شدہ حکم نے ہدایت کی ہے۔ چونکہ اپیل گزاروں کی بے دخلی 10 جولائی 1954 کے حکم کو منسوخ کرنے کے نتیجے میں ہوئی تھی، لہذا اپیل گزاروں کو یہ دلیل دے کر کوئی فائدہ نہیں ملتا کہ مرکزی حکومت کو خود کو اس حکم کو الگ کرنے تک محدود رکھنا چاہیے تھا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ اس کے علاوہ، یہ پیشکش ان معاملات کی تعریف نہ کرنے سے ہوتی ہے جو مرکزی حکومت کے سامنے زیر غور تھے اور ان کے ذریعہ اس وقت زیر غور تھے جب متنازعہ حکم منظور کیا گیا تھا۔ حقائق یہ تھے کہ 1950-51 میں تسلیم شدہ طور پر بے گھر افراد کو بحالی کی گرانٹ کے طور پر لیز کے ذریعے الاٹمنٹ کیا گیا تھا۔ یہ "یہ کام کیا گیا" تھا جو 1954 میں خلل ہوا تھا اور جسے جولائی 1954 کے حکم نامے کے ذریعے بحال کیا گیا تھا جسے ایکٹ کی دفعہ 33 کے تحت حکم نامے کے ذریعے الگ کر دیا گیا تھا۔ اس لیے اصل اور اثر میں اعتراض شدہ حکم ایک بے گھر شخص کو بحالی کی گرانٹ کے حوالے سے " کی گئی چیز یا کی گئی کارروائی" کے سلسلے میں کی گئی غلطی سے نمٹنا اور اسے درست کرنا تھا۔ نہ صرف 10 جولائی 1954 کا حکم بلکہ یہ پورا سوال کہ آیا لیز کے ذریعے اصل الاٹروں کے طور پر جواب دہندگان بحالی کی راحت کے حقدار تھے، علاقائی تصفیہ کمشنر کے 3 نومبر 1959 کے حکم کی وجہ سے مرکزی حکومت کو بھیجا گیا تھا۔ حکم منظور ہونے سے پہلے مرکزی حکومت نے دونوں فریقوں کو تمام نکات پر سنا تھا اور اس لیے اس بات پر غور کرنا درست نہیں ہوگا کہ مرکزی حکومت کے سامنے زیر بحث معاملہ تکنیکی طور پر صرف 10 جولائی 1954 کے علاقائی تصفیے کے کمشنر کے حکم کی درستگی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ خالی میں سیکشن 39 کے تحت نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

اگلا نقطہ جس پر زور دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اپیل کنندہ کو 12 جنوری 1956 کو اسناد گئی تھی اور یہ کہ ان کے سناد منسوخ نہیں کیے جا سکتے اور وہاں حاصل کردہ ملکیت اسناد کی شرائط کے مطابق کے علاوہ بے گھر نہیں کیا جا سکتا تھا۔ سناد کی اصطلاح جو متعلقہ ہے اور جسے واحد بنیاد کہا گیا تھا جس پر اسے الگ رکھا جا سکتا تھا اور بے گھر ہونے والے اپیل گزاروں کا عنوان پڑھتا ہے:

"صدر کے لیے مذکورہ جائیداد کے پورے یا کسی بھی حصے کو دوبارہ شروع کرنا جائز ہوگا اگر مرکزی حکومت کسی بھی وقت مطمئن ہو اور اس سلسلے میں تحریری طور پر فیصلہ ریکارڈ کرے (اس سلسلے میں مرکزی حکومت کا فیصلہ حتمی ہے) کہ منتقلی یا اس کے پیشرو نے مفاد میں دھوکہ دہی یا غلط بیانی کے ذریعے مذکورہ ایکٹ کے تحت کسی بھی شکل میں کوئی دوسرا معاوضہ حاصل کیا ہے یا حاصل کیا تھا۔

یہ متنازعہ نہیں ہے کہ یہ شرط پوری نہیں کی گئی ہے لیکن تاہم سوال یہ ہے کہ آیا الاٹمنٹ کا حکم جس کی بنیاد پر اپیل کنندہ کو جائیداد دی گئی تھی اور سناد جاری کی گئی تھی، خود کو الٹ دیا جاتا ہے یا منسوخ کر دیا جاتا ہے تو کیا سناد اور اس کے تحت حاصل کردہ لقب برقرار رہ سکتا ہے؟ اس نکتے پر دو فیصلے ہیں جن کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی گئی تھی - پہلا راجستھان ہائی کورٹ کا پارتومل بمقابلہ مینجنگ آفیسر، جے پور (1) کا فیصلہ ہے، جو اس عدالت کے فل بینچ کا فیصلہ ہے۔ اس معاملے کا تعلق ایکٹ کی دفعہ 24 کی توضیح سے تھا جو چیف سیٹلمنٹ کامشنر کے اس اختیار سے متعلق ہے کہ وہ سیٹلمنٹ آفیسر، اسسٹنٹ سیٹلمنٹ آفیسر، اسسٹنٹ سیٹلمنٹ کمشنر، ایڈیشنل سیٹلمنٹ کمشنر وغیرہ کے ذریعے منظور

کردہ احکامات پر نظر ثانی کرے۔ ہیڈ نوٹ کا متعلقہ حصہ فیصلے کے نکتے کو سامنے لاتا ہے۔اس میں لکھا ہے:

"بے گھر افراد (معاوضہ اور بحالی) ایکٹ، 1954 کی دفعہ 24، بلاشبہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر کو نظر ثانی کے بہت وسیع اختیارات فراہم کرتی ہے، لیکن یہ ان کے مکمل ہونے کے بعد فروخت کو منسوخ کرنے کا اختیار نہیں دیتی ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ الاٹمنٹ کو ایکٹ کی دفعہ 24 کے تحت الگ رکھا جا سکتا ہے، لیکن اس طرح کی الاٹمنٹ کے فروخت میں بدل جانے کے بعد انہیں منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔ چیف سیٹل مینٹ کمشنر، لیکن اس کے اختیار کا استعمال کرنے والے مصنف کے پاس جائیداد کی فروخت کو منسوخ کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اور جائیداد کی فروخت کو منسوخ کرنے کا حکم دائرہ اختیار سے باہر اور غلط ہے۔ان کو پڑھنا بہت زیادہ ہوگا۔ دفعہ 24 ایکٹ کا یہ ماننا کہ یہ الاٹمنٹ کی منسوخی کے لیے واضح طور پر فراہم کر کے فروخت کی منسوخی تک پھیلا ہوا ہے۔فروخت کے دستاویز پر عمل درآمد کو صرف اس کے وجود پر منحصر الاٹمنٹ کے حکم کے رسمی اظہار کے طور پر نہیں مانا جا سکتا۔

اس فیصلے کے بعد پنجاب ہائی کورٹ کے سامنے ایک مقدمہ سامنے آیا: بلونت کور بمقابلہ چیف سیٹلمنٹ کمشنر (لینڈس) (1) اور اس عدالت کی مکمل بنچ نے اکثریت سے اس نظریے سے اختلاف کیا اور فیصلہ دیا کہ جہاں الاٹمنٹ کرنے کا حکم دیا گیا تھا، وہ حق جو اس حکم کے جاری رہنے کی بنیاد پر حاصل کیا گیا تھا، بھی اس کے ساتھ آتا ہے۔ ہماری واضح رائے ہے کہ پنجاب ہائی کورٹ کا فیصلہ درست ہے۔ ایکٹ اور قواعد کی متعلقہ دفعات پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلے میں بیان کی گئی ہیں اور ہم ان کا کسی بھی تفصیل سے حوالہ دینا ضروری نہیں سمجھتے۔ یہ کہنا کافی ہے کہ ان میں کوئی ایسی شق شامل نہیں ہے جو اس موقف

کے خلاف ہو جو اصول اور منطق کے مطابق ہو۔ یہ واضح ہے کہ ایک سناد صرف الاٹمنٹ کے درست حکم کی بنیاد پر قانونی طور پر جاری کیا جاسکتا ہے۔ اگر الاٹمنٹ کا کوئی حکم جس کی بنیاد پر گرانٹ دی جاتی ہے اسے منسوخ کر دیا جاتا ہے تو اس کی پیروی کی جائے گی، اور یہ نتیجہ ناگزیر ہے کہ گرانٹ برقرار نہیں رہ سکتی، کیونکہ اس گرانٹ کو درست ہونے کے لیے اسے ایک مجاز افسر کے ذریعے ایک درست حکم کے تحت نافذ کیا جانا چاہیے تھا۔ اگر اس حکم کی صداقت کو مؤثر طریقے سے ختم کیا جاتا ہے تو اسے برقرار رکھنا ناممکن ہوگا جب تک کہ ایکٹ یا قواعد میں کوئی واضح شق نہ ہو جو گرانٹ اب بھی موجود ہے۔ یہ تجویز نہیں کی گئی تھی کہ ایکٹ یا قواعد میں کوئی ایسی شق موجود ہے جو اس سلسلے میں الاٹمنٹ کے حکم کو الگ کرتے ہوئے حکم سے محروم رکھتی ہے۔ اس لیے ہم اس بات پر غور نہیں کرتے کہ فاضل وکیل کی طرف سے زور دیے گئے دوسرے نکتے میں کوئی چیز موجود ہے۔

جن نکات پر زور دیا گیا ان میں سے آخری یہ تھا کہ ڈپٹی سکریٹری جس نے متنازعہ حکم منظور کیا تھا اس کے پاس ایسا کوئی مواد نہیں تھا جس پر وہ جان سکے کہ 10 جولائی 1954 کا حکم غلط تھا یا اسے مسترد کرنا جائز تھا۔ فاضل وکیل کا یہ بیان درست نہیں ہے کیونکہ اگر جواب دہندگان الاٹمنٹ کے ذریعے اصل میں انہیں لیز پر دی گئی جائیداد کے قبضے میں رہنے کے حقدار تھے اور ان کے لیز ہولڈ سود کو درست طریقے سے ختم نہیں کیا گیا تھا - ایک ایسی حقیقت جو ڈپٹی سکریٹری مواد پر تلاش کرنے کا اہل تھا - وہ حکم جو انہوں نے انہیں قبضے میں بحال کرنے کے لیے منظور کیا تھا، اسے مواد کی کمی نہیں کہا جاسکتا۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اس پیشکش میں کوئی میرٹ نہیں ہے۔
نتیجہ یہ ہے کہ اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔
1960 کی تحریری درخواست 108:

آ ئین کے آرٹیکل 32 کے تحت یہ عرضی اپیل گزاروں نے 1963 دیوانی اپیل 552 میں دائر کی ہے اور مرکزی حکومت کے ڈپٹی سکریٹری کے اسی حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے سرشیوراری رٹ جاری کرنے کی مانگ کی ہے جس کی قانونی حیثیت کو اپیل میں چیلنج کیا گیا ہے۔ رٹ پٹیشن کے ساتھ ساتھ خصوصی چھٹی کی درخواست بھی 30 نومبر 1960 کو ابتدائی سماعت کے لیے آئی اور جب درخواست کی گئی اجازت دی گئی تو درخواست میں قاعدہ نیسی بھی جاری کیا گیا اور دونوں معاملات کی ایک ساتھ سماعت کی گئی۔ اپیل میں ہمارے فیصلے کے پیش نظر، رٹ پٹیشن مسترد ہو جائے گی، لیکن اخراجات کے حوالے سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

اپیل اور تحریری درخواست مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document